اقبال اور تہذیبِ مغرب

پروفیسر محمد افضل
گورنمنٹ کالج بورے والا

علامہ اقبالؒ جیسے لوگ کسی قوم میں صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔ جہاں آپ نے مسلمانوں کو اُن کا تابناک ماضی یاد دلایا ہے، وہاں اپنی قوم کو یہ تلقین بھی کی ہے کہ وہ تہذیب مغرب سے اپنے دامن کو بچائے رکھے آپ کے نزدیک مسلمانوں کی کامیابی و کامرانی کا راز اسلامی تہذیب و ثقافت کو اپنانے میں ہے اور اس قوم کے تنزل و ادبار کے اسباب میں سب سے بڑا سبب اسلامی تہذیب سے روگردانی اور تہذیبِ فرنگ کی اندھی تقلید ہے۔ آپ نے اپنے کلام میں جگہ جگہ تہذیب حاضرہ سے دامن بچانے کی تلقین کی ہے۔

تہذیب حاضر کیا ہے؟ اس سوال کا جواب صحیح معنی میں حضرت علامہ نے ہی دیا ہے۔ آپ نے تہذیبِ مغرب کا مطالعہ بہت قریب سے کیا اور اس کی خوبیوں اور خامیوں کا بنظر غائر جائزہ لیا۔ آخر آپ اس نتیجہ پر پہنچے کہ "تہذیب مغرب"، مادہ پرستی، زر پرستی، عقل پرستی، ریا کاری اور مذہب بیزاری کا دُوسرا نام ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

؎ مشرق کے خداوند سفیدانِ فرنگی! مغرب کے خداوند درخشندہ فلزات

دُوسری جگہ ارشاد ہے:

؎ لبالب شیشۂ تہذیب حاضر ہے مئے لا سے مگر ساقی کے ہاتھوں میں نہیں پیمانۂ اِلاّ

ان دونوں اشعار میں تہذیب مغرب کی مادہ پرستی اور مذہب بیزاری کی جانب اشارہ کیا ہے۔ ایک اور مقام پر اس کی عقل پرستی اور ملمع سازی کا پردہ یُوں چاک کرتے ہیں:

؎ بُرا نہ مان ذرا آزما کے دیکھ اسے! فرنگ دل کی خرابی خرد کی معموری!

؎ وُہ آنکھ کہ ہے سُرمۂ افرنگ سے روشن پُرکار و سخن ساز ہے نمناک نہیں ہے

حضرتِ علامہ کی یہ خصوصیت ہے کہ اُس دور میں جب انگریز کی خدائی میں سُورج غروب نہ ہوتا تھا۔ ہندوستان انگریز کا محکوم تھا اور ہر ہندوستانی تہذیب فرنگ کی اندھی تقلید اپنے لیے باعثِ فخر سمجھتا تھا۔ آپ انگریزی تہذیب سے قطعاً مرعوب نہ ہُوئے اور اُس کی خامیوں کو واشگاف الفاظ میں قوم کے سامنے پیش کیا اور بتایا کہ میں نے اس تہذیب کو خُوب سمجھا ہے۔ کہیں اس کی ظاہری شان و شوکت سے دھوکا نہ کھا جانا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

؎ عذابِ دانش حاضر سے باخبر ہوں میں کہ میں اس آگ میں ڈالا گیا ہُوں مثلِ خلیل

؎ نہ اندازہ فرنگ کا اندازہ اس کی تابناکی سے کہ بجلی کے چراغوں سے ہے اس جوہر کی برّاقی

الغرض علامہ اقبال نے تہذیب مغرب کو سمجھا، پرکھا، قوم کو اس کے زہریلے اثرات سے بچنے کی تلقین کی اور تہذیب حاضر کے زہر کا تریاق بھی قوم کے سامنے پیش کیا اور آخر میں اس تہذیب کے انجام سے بھی آگاہ کر دیا۔

جہاں تک پہلے نکتے کا تعلق ہے کہ علامہ اقبال نے تہذیب مغرب کو خوب سمجھا۔ اس کا مختصر ذکر تمہید میں ہو چکا ہے۔ یعنی حضرت علامہ کے نزدیک "تہذیب مغرب" زر پرستی، عقل پرستی، طمع سازی اور مذہب بیزاری کا دُوسرا نام ہے۔

دُوسرا نکتہ یہ ہے کہ جناب علامہ نے قوم کو اس تہذیب سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اس سلسلہ میں علامہ اقبال کے ارشادات بے شمار ہیں۔ چند ایک کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔ مسلمان کو طائرِ بلند بال سے تشبیہہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

؎ گرچہ ہے دلکشا بہت حسنِ فرنگ کی بہار طائرک بلند بال دانہ و دام سے گزر

اپنے صاحب زادے جاوید اقبال کو تہذیب فرنگ سے بچنے کی یوں تلقین فرماتے ہیں:

؎ اُٹھا نہ شیشہ گرانِ فرنگ کے احسان سفالِ ہند سے مینا و جام پیدا کر

ایک دُوسرے مقام پر مغرب زدہ نوجوان طلباء کی حالت پر اس طرح سے اظہارِ افسوس کرتے ہیں:

؎ آہ! مکتب کا جوانِ گرم خون! ساحرِ افرنگ کا صیدِ زبوں!

"بالِ جبریل" میں ایک پُوری نظم "ایک نوجوان کے نام" کے عنوان سے تحریر کی ہے۔ اِس میں

اُسے تہذیبِ حاضر سے بچنے کی یوں تلقین کرتے ہیں :

؎ تیرے صوفے ہیں افرنگی تیرے قالین ہیں ایرانی — لہو مجھ کو رُلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی !
امارت کیا شکوہِ خسروی بھی ہو تو کیا حاصل ؟ — نہ زورِ حیدری تجھ میں نہ استغنائے سلمانی
نہ ڈھونڈ اس چیز کو تہذیبِ حاضر کی تجلی میں
کہ پایا مَیں نے استغنا میں معراجِ مسلمانی

ایک جگہ تہذیبِ حاضرہ پر یوں تبصرہ فرماتے ہیں :

؎ مجھے تہذیبِ حاضر نے عطا کی ہے وہ آزادی
جو ظاہر میں تو آزادی ہے باطن میں گرفتاری

تہذیبِ مغرب کا بنیادی ستون سُودی نظام ہے جس سے امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہو جاتا ہے اور معاشرے میں افلاس ، بے حیائی اور بے مروّتی بڑھتی ہے ۔ علامہ اقبال اس نکتے کو اپنی مشہور نظم "لینن خدا کے حضور میں" یوں بیان فرماتے ہیں :

؎ ظاہر میں تجارت ہے حقیقت میں جُوا ہے — سود ایک کا لاکھوں کے لیے مرگِ مفاجات
بیکاری و عریانی و مے خواری و افلاس — کیا کم ہیں فرنگی مدنیّت کے فتوحات
ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت
احساسِ مروّت کو کُچل دیتے ہیں آلات

تہذیبِ حاضر کے زہر کا تریاق حضرت علامہ کے نزدیک اسلامی تہذیب و ثقافت کے دامن کو تھامنا ہے ۔ اور اسلامی تہذیب کا منبع جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی اور سلفِ صالحین ہیں ۔ اس لیے مغربی تہذیب کے زہر کا علاج حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور سلفِ صالحین کی اتباع و فرمانبرداری میں ہے ۔ چنانچہ آپ بارگاہِ نبوی میں عرض کرتے ہیں :

؎ تو اے مولائے یثرب آپ میری چارہ سازی کر
میری دانش ہے افرنگی میرا ایمان ہے زُنّاری

ایک دُوسرے مقام پہ تہذیبِ مغرب سے مرعوب نہ ہونے کا سبب یہ بیان فرماتے ہیں :

؎ خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ
سُرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

ایک جگہ یوُں رقمطراز ہیں :

ے علاج آتشِ رُومی کے سوز میں ہے تیرا !
تیری خرد پہ ہے غالب فرنگیوں کا فسوں

الحاصل تہذیبِ حاضر کے اثراتِ بد سے نجات کا ذریعہ حضور اکرمؐ اور بزرگانِ دین کی اتباع ہے۔

ے بمصطفیٰ برساں کہ دین ہمہ اوست — اگر باو نرسیدی تمام بولہبی ست

حضرت علامہ نے تہذیبِ حاضر کے انجام کی طرف بھی جگہ جگہ اشارے فرمائے ہیں۔ آپ کے نزدیک جو تہذیب کسی روحانی عقیدے یا نظریے پر قائم نہ ہو وہ کھوکھلی اور ناپائیدار ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ اہلِ مغرب کو یُوں خطاب کرتے ہیں :

ے دیارِ مغرب کے رہنے والو! خدا کی بستی دکاں نہیں ہے
کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو وہ اب زرِ کم عیار ہوگا !
تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

ایک دُوسری جگہ تہذیبِ حاضر کے اندرونی خلفشار کی جانب یُوں اشارہ فرماتے ہیں :

ے دبا رکھا ہے اس کو زخمہ ور کی تیز دستی نے
بڑے پیچے سُروں میں ہے ابھی یورپ کا واویلا
اسی دریا سے اُٹھتی ہے وہ موجِ تند جولاں بھی !
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہ و بالا

ایک اور مقام پر حضرتِ علامہ تہذیبِ مغرب کے خاتمے اور اسلامی تہذیب کی نشاۃ ثانیہ کی پیشگوئی کرتے ہُوئے فرماتے ہیں :

ے جہانِ نو ہو رہا ہے پیدا وہ عالم پیر مر رہا ہے
جسے فرنگی مقامروں نے بنا دیا تھا قمار خانہ !

الحاصل علامہ اقبال مغربی تہذیب کو مُسلمانوں کے لیے زہرِ ہلاہل اور اسلامی تہذیب کو ذریعہ نجات سمجھتے تھے ؛

فاعتبروا یا اولی الالباب